باب چہارم

لیڈی مہر

''کیا تم خیال کرتے ہو
کہ غار اور تختی والے ہماری نشانیوں میں سے عجیب تھے۔
جب وہ جوان غار میں جا رہے
تو کہنے لگے
کہ اے ہمارے پروردگار
ہم پر اپنے ہاں سے رحمت نازل فرما
اور ہمارے کام میں ہمیں راہنمائی عطا فرما۔
تو ہم نے غار میں کئی سال تک
ان کے کانوں پر
(نیند کا) پردہ ڈالے (یعنی ان کو سلائے) رکھا۔''
سورۃ الکہف (۹تا۱۱)

....

وہ ہال سے گزرتے ہوئے لیڈی مہر کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی کہ بالائی منزل سے کچھ گرنے کی آواز آئی۔ آواز اس کے کانوں میں پڑتے ہی اس کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا۔ وہ گھبرا گئی اور اس کی نگاہیں اوپر کو اٹھیں۔ وہاں کوئی نہیں تھا پر آواز اوپر سے ہی آئی تھی۔ اسے یقین تھا۔ دفعتاً اسے زینے کے ایک طرف ڈنڈہ، پڑا نظر آیا۔ وہ آگے بڑھی اور اسے پکڑ لیا۔ اگر کوئی چور ہو گا تو کم از کم وہ اسے اس ڈنڈے سے مار تو سکتی ہے۔ پر چور یہاں کیوں آئے گا؟ وہ بھی اس کے کمرے میں؟

اس نے سوچا۔

بڑے سے زینے پھلانگتی وہ اوپر آئی۔ اس کا دل گھبرا رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا کہ کچھ غلط ہونے کو ہے۔ وہ بہت ہمت سے کھڑی تھی۔ کالے آسمان پہ جگمگ کرتے چاند نے اسے اندھیرے میں دیکھنے میں مدد دی۔ اوپر کوئی لالٹین روشن نہ تھا۔ وہ آگے بڑھنے لگی۔ وہ محتاط تھی۔ اسے ڈر بھی لگ رہا تھا۔ اسے پھر سے آواز سنائی دی۔ آواز اس کے کمرے سے آ رہی تھی۔ وہ پہلے تو حیران ہوئی مگر اگلے ہی

پل اس نے ڈنڈے کو مضبوطی سے پکڑا۔ وہ اس چور کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار تھی۔ وہ دروازے کے باہر کھڑی ہو گئی۔ گہری سانس لے کر ہمت جمع کی اور دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا مگر پھر پیچھے کر لیا۔ اس نے آنکھیں بند کیں۔ وہ ڈر بھی رہی تھی۔

آواز پھر سے آئی۔ اندر سے...... دستک کی آواز...... ٹھک ٹھک...... ٹھک ٹھک......

وہ پریشان ہو گئی۔ اندر کون ہو سکتا ہے اور کیوں؟ وہ اب اندر جانے کے لیے تیار تھی۔ چور ہو گا تو وہ ڈنڈے سے اس کا سر کچل دے گی۔ دستک کی آواز آنا بند ہو گئی۔ اس نے دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔ ابھی اس کا ہاتھ ہینڈل پہ ہی تھا کہ اندر سے دروازہ کھل گیا۔ ماریہ گھبرا گئی۔ اس نے فوراً ہاتھ پیچھے لیا۔ دروازہ کھلتا دیکھ کر اس کے اندر کا ڈر مزید بڑھ رہا تھا۔ ساری ہمت ہوا ہو گئی تھی۔

دروازہ کھل گیا...... اس نے سامنے دیکھا اور...... اس کے ہاتھ سے ڈنڈہ نیچے گر گیا۔ ڈنڈہ گرنے کی آواز گونج رہی تھی۔

''تم......''

☆☆☆☆☆

کچن کا کام مکمل کر کے انجلین اپنے کمرے میں جانے لگی۔ اچانک اسے روزلین کا خیال آیا۔ وہ نئی جگہ پہ ٹھیک سے سو رہی ہو گی یا نہیں؟ انجلین یہی سوچتی ہوئی کمرے میں آ گئی۔ سب اپنے اپنے بستروں میں تھے۔ اس نے مسکرا کر سب کو دیکھا۔ سب سو رہے تھے۔ کمرے میں ملگجا اندھیرا تھا۔ وہ مطمئن ہو کر واپس پلٹنے لگی کہ اسے روزلین کا کمبل نظر آیا۔ وہ زمین سے لگ رہا تھا۔ اس نے سوچا وہ جا کر ٹھیک کر دیتی ہے۔ وہ آگے بڑھنے ہی لگی کہ اسے باہر سے ڈنڈہ گرنے کی آواز سنائی دی۔ وہ پریشان ہو کر باہر بھاگی۔ آواز اوپر سے آ رہی تھی۔

جلدی جلدی زینے پھلانگتی وہ اوپر آئی۔ اس کا تنفس پھول چکا تھا۔ اوپر کا منظر دیکھ کر وہ حیران ہو گئی۔

''تم یہاں کیا کر رہی ہو روزلین؟'' ماریہ نے حیرانی سے سنہرے بالوں والی لڑکی سے پوچھا۔ انجلین کی آنکھیں بھی یہی سوال کر رہی تھیں۔

''وہ میں......'' اس نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا۔ ''مجھے وہاں نیند نہیں آ رہی سسٹر میری......'' اس کا لہجہ رندھ گیا۔

ماریہ اور انجلین کا تناؤ کم ہوا۔ ماریہ نے آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگایا۔ روزلین کا ضبط ٹوٹا اور وہ رونے لگ گئی۔ ماریہ نے اس کے بال سہلائے۔ انجلین کو بھی اسے دیکھ کر دکھ ہو رہا تھا۔

''روزلین...... میری بیٹی...... چپ کر جاؤ پلیز......'' ماریہ نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے کہا۔ دبی آواز میں روتی روزلین نے اثبات میں سر ہلایا۔ انجلین نے آگے بڑھ کر اسے پیار کیا۔

''تم میرے ساتھ سو جاؤ۔'' ماریہ نے اسے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں روزانہ اپنی ماما اور بابا کے ساتھ ہی سوتی تھی۔ میرا بیڈ انہی کے کمرے میں تھا۔ ماما کے بالکل ساتھ۔ اور میں ان کا ہاتھ پکڑ کر ہی سوتی تھی پر......اب وہ نہیں ہیں تو......'' ماریہ نے اس کے آنسو صاف کیے۔

''تم میرا ہاتھ پکڑ لینا۔'' ماریہ نے اسے کہا۔ ''جاؤ تم اندر۔ میں ابھی آتی ہوں۔''

روزلین گیلی سانس اندر کھینچتی کمرے میں چلی گئی۔ انجلین خاموشی سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

''چلو......اب تم بھی سو جاؤ۔'' انجلین کہتے ہوئے واپس پلٹ گئی۔

''تم نے مجھے بتایا نہیں۔'' وہ شکوہ کناں لہجے میں بولی۔

''سنا دوں گی ناں۔'' وہ جیسے چڑ سی گئی۔ ''میں کہیں جا تھوڑا رہی ہوں۔''

''اچھا۔ چڑ کیوں رہی ہو؟ میں بس تمہیں تنگ کر رہی تھی۔'' اس نے دانت نکالے۔

''کر لیا تنگ؟ اب میں جاؤں؟'' انجلین نے کہا۔

''ہاں جاؤ۔ تمہاری نیت ہی نہیں ہے بتانے کی۔'' ماریہ نے گہری سانس خارج کی۔

''میں نے کہا تو ہے سنا دوں گی۔ پلیز اب ایسے مت کرو۔'' وہ زچ ہو چکی تھی۔ وہ ابھی اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ماریہ اسے تنگ کر رہی تھی پر وہ متجسس بھی تھی۔ اسے انجلین کی حالت کا اندازہ نہیں تھا، ورنہ وہ کبھی اسے تنگ نہ کرتی۔

''اچھا اچھا۔ خفا مت ہو۔'' ماریہ نے معذرت خواہ لہجے میں کہا۔

''ڈنڈہ آرام سے گرایا کرو۔ سوچو ذرا لیڈی مہر آ جاتیں تو؟'' انجلین نے بات کا رخ بدل دیا۔ ماریہ سمجھ چکی تھی۔

''ہاں وہ......بس......''

''اچھا اب جاؤ۔ میں بھی چلتی ہوں۔'' انجلین نے مسکراہٹ اچھالی اور پلٹ گئی۔

ماریہ اسے جاتا دیکھتی رہی۔

اور فن ایج کے سارے میں ایک نظر ڈالی اور کمرے میں چلی گئی۔ اس اور فن ایج کی آخر کیا کہانی ہے؟ وہ یہ جان کر ہی رہے گی۔ انجلین کو اسے بتانا ہی ہو گا۔

اس نے سوچا۔

☆☆☆☆☆

روزلین بیڈ پہ بیٹھی تھی۔ ماریہ اندر آئی اور اسے اداس بیٹھا دیکھ کر اس کے قریب آ بیٹھی۔

''تمہیں اب مضبوط بننا ہو گا۔ انسان اس دنیا میں آتا ہے تو اسے ایک دن جانا ہی پڑتا ہے۔ یہ قدرت کا قانون ہے۔'' اس نے روزلین کا ہاتھ تھام لیا۔

''لیکن وہ بہت جلدی چلے گئے۔ میں نے ان کے ساتھ بس تیرہ سال ہی گزارے ہیں۔اس میں سے زیادہ وقت تو ہم ساتھ بیٹھتے بھی نہیں تھے۔مام ڈیڈ جاب کرتے تھے۔ہمیں ساتھ وقت گزارنے کے لیے صرف اتوار ہی ملتا تھا۔'' وہ اداسی سے بولی۔

''ایسے گلے کرو گی تو تم کبھی آگے نہیں بڑھ سکو گی۔اپنی زندگی کی محرومیوں کو اپنی کمزوری نہیں بلکہ اپنی طاقت بنانا چاہئے۔'' ماریہ نے اسے سمجھایا۔''کسی کو بھی احساس نہ دلاؤ کہ تمہاری محرومیاں کیا ہیں۔لوگوں کو خود پہ ترس مت کھانے دو۔مضبوط بنو اور لوگوں کو بتاؤ کہ تم نے مشکل وقت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔تم نے خود کو مضبوط بنالیا ہے۔''

روزلین نے اثبات میں سر ہلایا۔

''میں جانتی ہوں،ماں باپ کو کھو دینا بہت تکلیف دہ ہے۔لیکن......کسی کے جانے سے زندگی رکتی نہیں ہے۔وہ چلتی رہتی ہے۔وہ انسان کا انتظار نہیں کرتی۔جو انسان زندگی کے ساتھ اس کی رفتار سے نہ چلے،وہ بہت پیچھے رہ جاتا ہے اور زندگی بہت آگے......اسی لیے انسان کو زندگی کے ساتھ ہی چلنا پڑتا ہے کیونکہ زندگی انسان کو واپس لینے نہیں آتی۔'' ماریہ کے الفاظ اسے ہمت دے رہے تھے۔

روزلین سمجھدار تھی۔اس نے ماریہ کی بات کو سمجھ کر اثبات میں سر ہلایا۔''میں......واپس نہیں جانا چاہتی۔میں وہاں اکیلی نہیں رہ سکتی۔اب میرا وہاں کوئی بھی نہیں ہے۔میں......''

''تم یہیں رہو۔ہمارے پاس......'' ماریہ نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔اس نے نظریں جھکا لیں۔ماریہ اس کی حالت کو سمجھ سکتی تھی۔

''چلو اب سو جاؤ۔'' ماریہ نے ماحول سے تمام اداسی کو رفع دفع کرتے ہوئے،اچھے انداز میں کہا۔

روزلین لیٹ گئی۔بیڈ کی دوسری طرف ماریہ بھی لیٹ گئی۔

روزلین نے ماریہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ماریہ نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔روزلین کی آنکھیں بند تھیں۔

''آپ مجھے روزی بلا سکتی ہیں۔'' بند آنکھوں سے اس نے کہا۔ماریہ مسکرادی۔

کمرے میں ایک طرف زرد روشنی جل رہی تھی۔ماریہ چاہتی تھی کہ پہلے روزی سو جائے پھر ہی وہ نماز پڑھے گی۔

پھر ایسا ہی ہوا۔

آسمان کی کالی چادر پہ بڑا سا سفید نگینہ اسی طرح روشن تھا۔

وہ بھی سو چکی تھی۔

☆☆☆☆☆

سورج کی آنکھ کھلنے سے پہلے ہی ماریہ کی آنکھ کھل گئی تھی۔ وہ زیادہ دیر نہ سو سکی۔ اس کے ساتھ اکثر ایسے ہی ہوتا تھا۔ ایک دو گھنٹے بعد ہی اس کی آنکھ کھل جاتی تھی پھر اسے بعد میں نیند نہ آتی۔ روزی سو رہی تھی۔ وہ اٹھ بیٹھی اور لمبے بالوں کو گول مول کر کے جوڑے میں قید کیا۔

فجر پڑھنے کے بعد اس نے قرآن پاک پڑھنا شروع کیا۔ فجر کا قرآن آخرت میں ہمارے حق میں گواہی دے گا۔

وہ سورۃ الکہف ہی پڑھ رہی تھی۔

اسے ایسے لگتا تھا سورۃ الکہف میں موجود واقعہ اس کی کہانی سے بے حد مماثلت رکھتا ہے۔ وہ پہلے غیر مسلم تھی۔ زبیر کو اللہ نے ہدایت دی اور وہ اپنی قوم سے بغاوت کر کے اپنے مذہب پہ قائم رہا اور اس نے ماریہ کو بھی اپنے ساتھ راہِ حق پہ چلایا۔

وہ پڑھ رہی تھی کہ روز لین جاگ گئی۔ وہ بھی جلدی اٹھنے کی عادی تھی۔ ماریہ نے پیار بھری نظروں سے اسے دیکھا۔ روزی مسکرائی اور آنکھیں ملتی واش روم میں چلی گئی۔

روزی کے باہر آنے تک ماریہ نے قرآن پاک بند کر کے دراز میں سنبھال دیا تھا۔ اس نے کھڑکی کھولی اور تیز ہوا اپنے ساتھ بارش کی ہلکی ہلکی پھوار لے کر اس سے ٹکرائی۔ اسے تازگی کا احساس ہوا۔ سورج نکل چکا تھا اور ہر طرف روشنی پھیلائے ہوئے تھا۔

''گڈ مارننگ روزی......'' ماریہ نے کہا تو روزی نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''آؤ نیچے چلتے ہیں۔ سب اٹھ گئے ہوں گے۔'' ماریہ نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ روزی نے اسے تھام لیا۔ وہ کمرے کا دروازہ بند کر کے باہر آگئیں۔

''سب اتنی جلدی اٹھ جاتے ہیں؟'' اس نے سوال کیا۔

ماریہ ہلکا سا ہنس دی۔ ''ہاں...... آٹھ بجے بچوں کی کلاس ہوتی ہے۔ تم سکول جاتی تھی روزی؟''

وہ دونوں زینے اتر رہی تھیں۔ سامنے سے بچے، اپنے کمرے سے نکل کر ہال میں کھڑے ہو گئے۔ انجلین بھی ادھر آگئی اور دوسری طرف سے اور فن ایج کی ملکہ، لیڈی مہر بھی آگئیں۔ حسب معمول بچوں نے انہیں گڈ مارننگ کہا۔

''ہاں جی۔ میں جاتی تھی۔'' اس نے اداسی سے کہا۔ ماریہ کچھ نہ بولی۔ وہ دونوں اب ہال میں کھڑی تھیں۔ دونوں نے مسکراتے ہوئے گڈ مارننگ کہا۔ سب جواب میں مسکرائے...... سوائے لیڈی مہر کے......

''میری...... آج سے تم کوئی کلاس نہیں چھوڑو گی۔ تمہیں یہاں بچوں کو تعلیم دینے کے لیے رکھا ہے اور تمہارے اپنے مسائل ہی ختم نہیں ہو رہے۔ میں اب کوئی بہانا نہیں سننا چاہتی۔ بچوں کی پڑھائی پہ دھیان دو۔'' رعب سے کہا اور اپنا لباس سیدھا

کرتیں واپس اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ سب نے خاموشی سے انہیں جاتے دیکھا۔ وہ یہ بات آرام سے بھی تو کہہ سکتی تھیں پر نہیں......وہ لیڈی مہر ہی کیا جو آرام سے بات کرلیں۔

اس نے سوچا۔

''چلو بچوں، اب ناشتے کا ٹائم ہے۔ سب جاؤ، میں ابھی آتی ہوں۔'' ماریہ نے سب کا دھیان اپنی طرف کیا۔ سب بچوں نے اثبات میں سر ہلایا اور چلے گئے۔ روزی بھی چلی گئی۔ ہال میں وہ اور انجلین رہ گئیں۔

''آج میں تمہارے لیے کپڑے لینے بازار جاؤں گی۔ میں لیڈی مہر سے بات کرتی ہوں، شاید وہ تمہیں بھی ساتھ جانے دیں۔ تم اپنی پسند سے کپڑے خرید لینا اور یہ تمہاری تنخواہ میں سے آئیں گے۔ لیڈی مہر نے کہا ہے۔'' انجلین نے اسے بتایا۔

''نہیں، نہیں۔ تم اکیلی چلی جاؤ۔ میں یہاں بچوں کے پاس ہی ہوں۔ ویسے بھی لیڈی مہر غصہ کریں گی۔ تم جانتی تو ہو۔'' ماریہ نے فوراً انکار کیا۔ وہ فورکس نہیں جانا چاہتی تھی۔ وہ واپس اس جگہ جا کر خود کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔ وہ واپس اس جگہ جا کر پرانی، تلخ یادیں یاد نہیں کرنا چاہتی تھی۔

''اچھا پھر تم اکیلی ہی چلی جاؤ۔ اپنی پسند کا ہی لے لینا پھر۔ یہاں سے ذرا آگے تمہیں بگھی مل جائے گی۔'' انجلین چاہتی تھی کہ ماریہ اپنی پسند سے کپڑے خریدے۔

''نہیں انجلین۔ تم جو لاؤ گی میں پہن لوں گی۔ بلکہ تمہیں بہتر پتا ہے کہ لیڈی مہر کس طرح کے رنگ پسند کرتی ہیں۔ یہ نا ہو میں پھر کوئی ایسا رنگ لے آؤں جو انہیں پسند نہ آئے اور پھر میری کلاس لگے۔'' وہ بظاہر لاپرواہی سے بول رہی تھی مگر اندر سے وہ فورکس نہیں جانا چاہتی تھی۔ اس نے انجلین کو اپنی طرف سے دلیل دی اور سارا ملبہ لیڈی مہر پہ ڈال دیا۔ آہ ماریہ......آہ لیڈی مہر......

''چلو ٹھیک ہے۔'' انجلین نے ہار مان لی۔ ''چلو اب ناشتہ کرتے ہیں۔ میں نے لیڈی مہر کو بھی ناشتہ دینا ہے ابھی۔ آج لیٹ ہو گئی۔'' اس نے فکرمندی سے کہا اور اپنا بھاری وجود سنبھالتی کچن کی طرف چلی گئی۔ ماریہ اداسی سے اسے جاتا دیکھتی رہی۔ وہ کچھ سوچ رہی تھی۔

''میں کبھی فورکس نہیں جاؤں گی۔ کبھی نہیں......'' اس نے جیسے خود سے وعدہ کیا۔ بہت کچھ وہ چھوڑ آئی تھی۔ وہ سب اس کے دل و دماغ سے نکالنا ناممکن تھا۔ وہ فورکس نہیں جائے گی۔ وہ یہیں رہے گی۔ وہ لیڈی مہر کی ڈانٹ سن لے گی پر فورکس...... نہیں......اب وہاں اس کا کوئی اپنا نہیں تھا۔ اب وہاں بس خطرہ ہی تھا۔

''تم یہاں کیوں کھڑی ہو؟'' لیڈی مہر نجانے کب وہاں آئیں اور اسے سوچوں کے سمندر سے باہر نکالا۔

وہ جیسے گھبرا گئی۔ ''نہ...... نہیں......ویسے ہی۔ آپ کو کوئی کام تھا؟'' اس نے پوچھا۔ یہ ناشتے کا وقت تھا۔ وہ ناشتہ اپنے کمرے میں ہی کرتی تھیں۔ پھر آج باہر......؟ کیوں؟ کیا ان معصوموں سے پھر کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے؟

اس نے سوچا۔

''میں نے سوچا کہ آج سب کے ساتھ ناشتہ کرلوں۔ کیا کوئی اعتراض ہے؟'' انہوں نے شانِ بے نیازی سے کہا۔

''نہیں...... مجھے کیوں اعتراض ہوگا؟ اچھی بات ہے کہ ہم سب ساتھ ناشتہ کریں گے۔'' اس نے زبردستی مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجائی۔ خیر ہو۔ آج لگتا ہے کوئی خاص دن ہے جو لیڈی مہر اتنی خوش لگ رہی ہیں۔

اس نے سوچا۔

''چلو پھر آؤ۔'' وہ آگے بڑھ گئیں۔ حیرت سے سر جھٹکتی ماریہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل دی۔

وہ کچن کے دروازے تک پہنچیں تو سامنے سے آتی انجلین انہیں دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس کے ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے تھی۔

''آپ یہاں؟ سوری، بس دودھ گرم کرنے میں ٹائم زیادہ ہو گیا۔ میں بس آنے ہی والی تھی۔'' ڈری، سہمی سی وہ بولی۔ پیچھے کھڑی ماریہ ہلکا سا ہنس دی۔

''میں آج سب کے ساتھ ناشتہ کروں گی۔'' اتنا کہا اور اندر چلی گئیں۔ انجلین ہونق بنی انہیں جاتا دیکھتی رہی۔ اسے لیڈی مہر کی بات ہضم نہیں ہو رہی تھی۔ اسے ان سے اس بات کی توقع ہی ختم ہو گئی تھی۔

''سورج صاحب شاید مغرب سے نکلے ہیں۔'' ماریہ نے ہنستے ہوئے شانے اچکائے۔ انجلین بھی ہنس دی۔

''کچھ ایسا ہی ہے۔'' وہ دونوں اندر چلی گئیں۔

کچن سے ملحقہ کھانے کے کمرے میں بچے بھی تھے۔ لیڈی مہر نے ہمیشہ کی طرح سربراہی کرسی سنبھال رکھی تھی۔ بالوں کو جوڑے میں قید کئے، ہلکے رنگ کا لمبا فراک پہنے، سنجیدہ چہرہ لیے، وہ بہت شان سے بیٹھی تھیں۔ سب بچے خاموشی سے ارد گرد بیٹھے تھے، یوں جیسے لیڈی مہر کی موجودگی میں سانپ سونگھ گیا ہو۔ ماریہ اور انجلین نے ناشتہ لگانا شروع کر دیا۔

سب نے خاموشی سے ناشتہ کیا۔

''لیڈی مہر......'' انجلین نے ہنکارا ابھرا۔ لیڈی مہر یوں ہی بیٹھی رہیں۔ ''میری نے آپ سے کہا تھا کہ اسے کپڑے چاہئے ہیں تو کیا میں آج اس کے لیے کپڑے لے آؤں؟'' اس نے بات مکمل کی تو سب کی نظریں، آخری نوالا نوش فرماتیں لیڈی مہر پہ پڑیں۔ جواب طلب نظریں......

''ہاں ٹھیک ہے چلی جاؤ۔ میرے سے پیسے لے لینا اور بچوں کے لیے بھی کچھ لے آنا۔'' انہوں نے عام سے لہجے میں کہا اور سر سری نگاہ روزلین پہ ڈالی۔ یہ آنکھیں...... یہ شہد رنگ آنکھیں...... یہ کتنی جانی پہچانی تھیں۔

''شکریہ گرینی۔'' روزلین نے معصومیت سے کہا مگر گرینی لفظ پہ لیڈی مہر کے دل پہ کالے سیاہ بادل چھانے لگے۔ کالے بادلوں نے پورے دل کا احاطہ کیا اور برداشت ختم ہوئی تو برسنا شروع کر دیا۔ اتنا برسے کہ لیڈی مہر کا سارا وجود ہی دھل گیا۔ ان کے اندر سے چیخوں کی آوازیں آرہی تھیں۔ کوئی پکار رہا تھا۔ کوئی رو رہا تھا۔ پر کون؟ باہر کی دنیا نے لیڈی مہر کی آنکھوں میں ایک قطرہ آنسو بھی نہ دیکھے تھے۔ اگر دل دکھا تھا تو آنکھیں کیوں نہ بھیگیں؟ کیسی پتھر آنکھیں تھیں۔ آنکھیں پتھر تھیں یا وہ مضبوط تھیں؟

سوال......

''آئندہ مجھے لیڈی مہر کہہ کے پکارنا۔ سمجھی تم؟'' وہ غصیلے لہجے میں کہتیں، اٹھ کھڑی ہوئیں۔ سب نے حیرت سے انہیں دیکھا۔ روزلین تو جیسے سہم ہی گئی۔ اس نے ایسی بھی کیا بات کر دی تھی؟ اسی غصے سے وہ باہر چلی گئیں۔ آج اگر لیڈی مہر خوش تھیں تو ضرور کوئی بدمزگی ہونی تھی؟

سب حیران تھے۔ آخر روزی نے ایسا بھی کیا کہہ دیا تھا؟ گرینی ہی تو کہا تھا۔ اب کیا دادی کہنا اس قدر برا ہے کہ لیڈی مہر طیش میں ہی آ گئیں؟ یہ کتنا عجیب ہے؟

سب ایسا سوچ رہے تھے۔

انجلین دکھی ہو گئی۔ وہ تو سب جانتی تھی۔ اسے لیڈی مہر کے اس رویہ کی وجہ معلوم تھی۔

''میں...... میں نے...... کچھ غلط کہہ دیا؟'' حیران و پریشان روزی نے پوچھا۔ سب نے اس کی طرف دیکھا۔

''انہیں سب لیڈی مہر ہی کہتے ہیں۔ اسی لیے......'' انجلین نے بات بنائی۔ اب وہ کیا بتاتی؟

''پھر بھی......'' روزی نے کہا۔ انجلین کے پاس اب کوئی جواب نہیں تھا۔ وہ چپ رہی۔

نینسی، ایزابیل، جارج، وِل اور ایلس اپنا باقی ناشتہ کھانے لگے۔ ماریہ بھی سر جھٹک کر ناشتہ مکمل کرنے لگی۔ وہ بعد میں انجلین سے اس کی وجہ ضرور پوچھے گی۔

انجلین بھی بے دلی سے کھا رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

ناشتہ کرنے کے بعد سب بچے کلاس لینے کے لیے اسی کمرے میں موجود تھے۔ کرسیوں کی عرضی قطار میں وہ سب بیٹھے تھے۔ ماریہ اپنی مخصوص کرسی، جو دو اینٹین اونچے بنے چبوترے پہ رکھی تھی، پہ بیٹھی تھی۔ اس کے ساتھ آج ایک میز بھی رکھا تھا۔ وہ اور انجلین میز اٹھا کر یہاں لائی تھیں۔

"کل کا کام یاد ہے سب کو؟" ماریہ نے پوچھا۔

"کل تو کلاس ہی نہیں ہوئی تھی سسٹر میری۔" معصوم جارج...... ماریہ کو اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا۔

"جارج......" اس نے گہری سانس لی۔ "میرا مطلب پچھلی کلاس سے تھا۔ جو پچھلی کلاس میں پڑھا تھا۔ وہ یاد ہے آپ کو؟ وہ دن پہلے کا، جس دن ہماری کلاس ہوئی تھی۔" اتنی وضاحت کافی تھی۔ وہ کوئی غلط بات نہیں بولنا چاہتی تھی اسی لیے اس نے وضاحت دی تھی۔

"جی مجھے یاد ہے۔" نینسی نے ہاتھ بلند کر کے کہا۔ ماریہ کو خوشی ہوئی۔

"کھڑی ہو کر سناؤ۔" اس نے ہاتھ سے اٹھنے کا اشارہ کیا۔

نینسی اٹھی اور انگریزی حروفِ تہجی کے پہلے تین حرف سنا دیے۔ اے...... بی...... سی...... اور نیچے بیٹھ گئی۔

ماریہ حقیقت میں خوش تھی۔

"نینسی کے لیے تالیاں بجاؤ۔" اس نے کہا تو صرف روزی نے ہی تالی بجائی۔ باقی سب حیران ہو کر اسے دیکھنے لگے۔

"کیا ہوا؟" سب سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے تو اس نے پوچھا۔

"یہ تم نے کیسے کیا؟ یہ آواز......؟" ایلس نے پوچھا۔ سب کی آنکھیں حیرت سے پھٹی جا رہی تھیں۔

"کیا؟" روزی کو سمجھ نہیں آئی تھی۔

"یہ آواز جو تمہارے ہاتھوں سے آئی ہے۔ یہ کیسے آئی ہے؟" ایلس نے پورا سوال کیا۔

روزی نے ماریہ کی طرف دیکھا۔ ماریہ بھی ایلس کے سوال پہ حیران ہوئی تھی۔ اس نے روزی کو اشارہ کیا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ بچوں کو تالی کے بارے میں نہیں پتا۔

"یہ...... دیکھو۔" وہ اٹھ کر سب کے سامنے آ گئی۔ ماریہ کی طرف اس کی پشت تھی۔ "اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پہ ایسے مارو گے تو آواز آئے گی۔ اسے تالی کہتے ہیں۔" اس نے تالی بجائی۔ کمرے میں آواز گونجی۔ بچوں نے حیرت سے اوپر دیکھا جیسے آواز اوپر سے آئی ہو۔

"آواز اوپر سے کیسے آئی؟ یہ تو تمہارے ہاتھوں سے نکلی تھی ناں۔" ایزابیل نے سوال کیا۔

ماریہ آگے آئی اور روزی کو واپس بیٹھنے کا کہا۔

بچے اسے دیکھ رہے تھے۔ اس نے تالی بجائی۔ "جب کمرے میں خاموشی ہو تو ہماری اونچی آواز ہمیں دو تین بار سنائی دیتی ہے۔" اس نے اپنے تئیں بچوں کو سمجھا دیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ سمجھ جائیں گے۔ ان بچاروں کو تو تالی کا نہیں پتا۔ کیا انہوں نے کبھی تالی

نہیں بجائی؟ کیا انہیں زندگی میں کوئی خوشی بھی ملی تھی؟ ایسی ساری باتیں اس کے تجسس کو بڑھاوا دے رہی تھیں۔ انجلین کو تو وہ قائل کر ہی لے گی۔ اسے ماریہ کو سب کچھ بتانا ہوگا۔ چاہے جو مرضی ہو جائے۔

اس نے دکھ سے سوچا۔

وہ واپس اپنی جگہ پہ آگئی۔ بچے بار بار تالیاں بجا رہے تھے۔ وہ خوش بھی ہو رہے تھے۔ ماریہ ہنس پڑی۔ کھڑکی سے آتی، دن کی روشنی نے کمرے کو منور کر رکھا تھا۔

''چلو اب ہم آگے پڑھتے ہیں۔'' ماریہ نے کہا اور ہاتھ میں پکڑی ایک کتاب کو بچوں کی طرف کر کے پڑھنے لگی۔ سب اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ مطلوبہ حرف پہ انگلی رکھ کر انہیں اس حرف کو پڑھنا سکھا رہی تھی۔ سب اس کے پیچھے پیچھے ہم آواز پڑھ رہے تھے۔ پھر وہ اپنی کتاب پہ دیکھتے۔ ماریہ نے روزی کے ساتھ بیٹھی ایلس کو کتاب share کرنے کا کہا اور ساتھ ہی بچوں کو یہ سبق بھی دیا کہ آپس میں چیزیں بانٹنی چاہئیں۔

انسان اپنی چیزوں کو صرف اپنے تک محدود رکھ کر کیا کرے گا؟ ہر چیز اب ہر وقت تو کام نہیں آتی۔ اسی لیے آپس میں چیزیں بانٹنے یا کچھ وقت کے لیے دینے میں کوئی مسئلہ نہیں۔ یہ ظرف کی بات ہے۔ ہاں اگر سامنے والے کو چیزوں کی قدر کرنا نہیں آتی تو اپنی چیزوں کی آپ ہی حفاظت کریں۔

ماریہ نے بچوں کو اگلے تین حرف سکھا دیے اور ان حروف سے بننے والی چند ایک چیزوں کے بارے میں بھی بتایا۔ ماریہ نے دیکھا کہ بچے بہت ذہین ہیں۔ وہ باتوں کو جلدی سمجھ لیتے ہیں۔ یہ اس کے لیے ایک اچھی خبر تھی۔ وہ بچوں کو پڑھا لکھا انسان ضرور بنائے گی۔ یہ اس نے خود سے عہد کیا۔

''میں اب خود بھی کتابیں پڑھا کروں گی اور بچوں کو ہر اچھی اور بری بات سے آگاہ کروں گی۔'' اس نے دل میں کہا۔

چھ طالب علموں کی کلاس میں پڑھنا لکھنا جاری تھا۔ روزلین کو یہ سب پہلے سے ہی آتا تھا۔ وہ بس ان کا ساتھ دے رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

کمرے میں ملکہ بیڈ پہ بیٹھی تھی۔ انگلیاں آپس میں باہم پھنسائے انجلین ان کے سامنے کھڑی تھی۔

''روزلین اوپر کیوں سوئی تھی؟'' انہوں نے پوچھا۔

''وہ رات کو ڈر گئی تھی۔ اسی لیے......'' انجلین نے جواب دیا۔

لیڈی مہر کوئی حکم نافذ کرنا چاہتی تھیں لیکن چپ رہیں۔ فقط اثبات میں سر کو جنبش دی۔

''لیڈی مہر...... آپ نے صبح سے ناشتہ نہیں کیا۔ پلیز یہ دودھ کا گلاس ہی پی لیں۔'' انجلین کو لیڈی مہر کی بہت فکر تھی۔ ہونی بھی چاہئے۔ وہ اس کی ماں کی طرح تھیں۔

''ابھی میرا کچھ کھانے کا دل نہیں کر رہا انجلین۔ تم مجھے اکیلا چھوڑ دو۔ یہ گلاس لے جاؤ۔ میرا دل کرے گا تو میں تمہیں بلا لوں گی۔'' وہ عام سے لہجے میں بولیں۔ انجلین جانتی تھی کہ اب وہ کچھ نہیں کھائیں گی۔ وہ انہیں مجبور نہیں کر سکتی تھی۔ اداسی سے ایک نظر کھوئی کھوئی سی لیڈی مہر پہ ڈالتی، دودھ کا گلاس اٹھا کر باہر جانے لگی۔ جاتے جاتے اسے خیال آیا تو وہیں رک گئی۔

''لیڈی مہر......'' لیڈی مہر کی پشت اس کی طرف تھی۔

''بولو۔''

''وہ میری اور روزلین کے لیے کپڑے لینے آج ہی چلی جاؤں؟'' اس نے اجازت طلب انداز میں کہا۔

''گرینی......'' سنہرے بالوں والی روزلین کی آواز پھر سے انہیں اپنے کانوں پہ سنائی دی۔ ''گرینی......'' خاموشی کی وجہ سے آواز گونج رہی تھی۔

''کل چلی جانا انجلین۔ بارش ہونے والی ہے۔'' آنکھوں میں برسنے کو تیار بادل لیے، انہوں نے کہا۔ انجلین نے یہ بادل نہیں دیکھے تھے مگر وہ لیڈی مہر کا تکان بھرا لہجہ دیکھ کر اداس سی ہو گئی۔ وہ انہیں تسلی کیسے دے کہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا؟ کیا سب کچھ ٹھیک ہونے کی امید باقی تھی؟ کم از کم امید نظر تو نہیں آتی تھی۔ یا شاید وہ امید چھوڑ ہی چکے تھے۔

وہ چپ چاپ باہر چلی گئی۔

''آپ دادی بننے والی ہیں مام......'' اس نے خوشی سے بتایا تھا پر لیڈی مہر کے چہرے میں کوئی خوشی نظر نہ آتی تھی۔

''آپ کو خوشی نہیں ہوئی؟'' بے تاثر چہرہ دیکھ کر اس نے پوچھا۔

''نہیں......'' وہ یہ کہنا چاہتی تھیں مگر اپنی اولاد کا دل رکھنے کے لیے پورا جملہ بولا۔ ''میرا وہ مطلب نہیں تھا۔'' جب کہ وہی مطلب تھا۔

''تم خوش ہو تو میں بھی خوش ہوں۔'' وہ زبردستی مسکرائیں۔ وہ تو ناخوش تھیں۔ وہ تو اس شادی سے ہی ناخوش تھیں۔

''چلیں پھر آئیں۔ اوپر چلتے ہیں۔ مجھے آپ کو کچھ دکھانا ہے۔ میں نے کمرہ سجایا ہے۔ جیسمین اور میں اب اوپر رہیں گے۔ چلیں میرے ساتھ......'' اس نے خوشی سے کہا۔ دوسری طرف لیڈی مہر یہ سوچنے لگیں کہ اسے انکار کیسے کریں؟

''میں...... میں ابھی کام کر رہی ہوں۔ بعد میں دیکھوں گی۔'' جان چھڑانے والے انداز میں کہا اور اس کے پہلے کہ وہ کچھ اور بولتا، وہ کمرے سے باہر چلی گئیں۔

ہال میں کھڑی ہو کر نفرت بھری نگاہوں سے اوپر والے کمرے کو دیکھا۔

''میں تمہیں کبھی خوش نہیں رہنے دوں گی۔'' وہ بڑبڑائیں۔ غصے میں بھی آنسو ان کے گالوں کو بھگو رہے تھے۔

اس وقت غصہ......اور اب دکھ، تکلیف، پچھتاوا......آنسوؤں نے گال تر کر دیے تھے۔ سیدھی لکیر کی صورت......

''مجھے معاف کر دو جیسمین۔ معاف کر دو......'' چہرے کو ہاتھوں میں چھپا کر وہ رو دیں۔

☆☆☆☆☆

''پھر تم نے کیا کہا؟'' وہ دونوں کچن میں تھیں۔ انجلین دوپہر کا کھانا بنا رہی تھی اور ماریہ اس کی مدد کر رہی تھی۔ وہ سبزیاں کاٹ کاٹ کر رکھ رہی تھی۔

''میں نے کہا روزی ڈر گئی تھی رات کو تو اوپر چلی گئی۔'' چمچہ برتن پہ مارا جیسے سالن اتار رہی ہو۔

''تو وہ آگے سے کچھ نہیں بولیں؟ کوئی قانون نافذ نہیں کیا؟'' ماریہ کا انداز طنزیہ تھا۔ انجلین نے اسے گھورا۔

''غلط بات میری۔'' انجلین نے اسے گھورتے ہوئے سبزیاں اٹھائیں۔ ''ان کا دل اداس ہے۔'' ایک ایک کر کے ساری سبزیاں چولہے پہ رکھے برتن میں گرا دیں۔

''کیوں؟'' وہ حیرت سے بولی۔

''پھر کبھی بتاؤں گی۔ ابھی تم جا کر کپڑے دھونا شروع کرو۔ میں بس تھوڑی دیر میں آتی ہوں۔'' وہ لیڈی مہر کے ماضی کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ پھر سے ٹال گئی۔ ماریہ اس سے اگلوا کر ہی دم لے گی۔

اس نے سوچا۔

''یہ تمہارا ''پھر کبھی'' پتا نہیں کب آئے گا؟'' وہ خفگی سے بولی۔ انجلین بھی تو اسے بتا نہیں رہی تھی۔ وہ کل سے کتنی ہی بار پوچھ چکی تھی۔ اس کا بار بار ٹالنا ماریہ کو مزید متجسس کر رہا تھا۔

''اچھا چھوڑو یہ سب......'' اس نے بات بدلی۔ ''لیڈی مہر نے کہا ہے کہ میں کل بازار جا سکتی ہوں۔ وہ کہہ رہی تھیں شاید آج بارش ہو جائے۔''

اس کی بات سن کہ ماریہ کو پھر سے کوفت ہوئی۔ ''اب کل کیوں؟ آج ہی لے آتی تو میں سلائی بھی کر لیتی۔ روزی کے پاس کپڑے نہیں ہیں۔ کل بھی گندے کپڑوں میں ہی سو گئی تھی۔ بچوں کے کپڑے تو اسے پورے نہیں آئیں گے۔ کم از کم لیڈی......'' ماریہ کی بولتی زبان کو اس نے زبردستی روکا کیونکہ انجلین اسے گھورنے لگی۔ ''اوکے اوکے، میں خاموش ہوں۔ لیڈی مہر جیسا کوئی نہیں۔ وہ بہت مہان ہیں۔ وہ بہت اچھی ہیں۔'' وہ فوراً بولی۔ یہ جملے اس نے دل پہ پتھر رکھ کر بولے تھے شاید......اس کا انداز قدرے بچگانہ تھا۔ انجلین ہنس دی۔

''اچھی بات ہے۔''وہ کھانے کی طرف گھومی۔ ''اگر تم یہ جان لو کہ لیڈی مہر کے ایسے ہونے کی وجہ کیا ہے تو تمہیں ان سے ہمدردی نہ ہوئی تو کہنا۔ پر...... بتانا تو میں نے ہی ہے۔ چلو......''وہ سوچ رہی تھی۔ شاید اس نے میری کو سب کچھ بتانے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا۔

''تم تو ناں......''

''اچھا بس کرو لیڈی مہر، لیڈی مہر۔ جاؤ کپڑے دھو جا کر۔ روزی کو ابھی اپنا کوئی فراک دے دو۔ کھانا پکا کر میں بھی آ جاتی ہوں۔''انجلین کی بات پہ ماریہ منہ بناتی کچن سے باہر چلی گئی۔

''موٹی......''دروازے پہ پہنچ کر اس نے ذرا اونچی آواز میں کہا اور بھاگ گئی۔ انجلین نے مڑ کر دیکھا پر ماریہ وہاں نہیں تھی۔ وہ سر جھٹک کر ہنس دی۔

تھوڑی دیر بعد ماریہ روزی کو لے کر اپنے کمرے میں آ گئی۔ اس نے اپنا ایک فراک روزی کو دیا۔ وہ نہا دھو کر پہن کر آ گئی۔ بازو وغیرہ سب ہی کھلے تھے پر سنہرے بالوں والی روزلین بہت پیاری لگ رہی تھی۔

''بہت پیاری لگ رہی ہو تم۔''اس نے روزی کے گال چھوئے۔

''شکریہ......''وہ شرما گئی۔ ''پتا ہے۔ میری مام بھی مجھے ایسے ہی کہتی تھیں۔''اس نے اداسی سے کہا۔

ماریہ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ ''تم مجھے اپنی بڑی بہن سمجھو روزی۔ باقی سب بھی تمہارے بھائی بہن ہیں۔ انجلین بھی تم سے بہت پیار کرتی ہے۔ تم خود کو کبھی اکیلا مت سمجھنا۔ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔''

''اور لیڈی مہر......''روزی نے سوال کیا۔

ماریہ کے پاس بروقت کوئی جواب تیار نہیں تھا۔ وہ تھوڑی دیر چپ ہی رہی۔

''تم ان کی فکر نہ کرو۔ وہ دل کی بہت اچھی ہیں۔ بس وہ ذرا اصول پسند عورت ہیں۔ شاید اسی لیے وہ ذرا جلدی غصے میں آ جاتی ہیں۔''اب کچھ تو کہنا ہی تھا۔

''گرینی کہنے میں کیا غصے والی بات ہے؟ میری بھی ایک گرینی تھیں۔ وہ فوت ہو چکی ہیں۔ وہ مجھ سے بہت پیار کرتی تھیں۔ وہ کہتی تھیں کہ سب بوڑھے بچوں سے بہت پیار کرتے ہیں۔ میں تو اپنی دوست کی گرینی کو بھی گرینی ہی کہتی تھی۔ مجھے لگا سب ایک جیسے ہوتے ہیں۔ اسی لیے میں نے ان کو بھی گرینی کہہ دیا پر وہ......''وہ اداس لگتی تھی۔

''سب ایک جیسے نہیں ہوتے روزی۔ایک گھر میں اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں اور برے بھی۔چاہے وہ بندہ کتنا ہی برا ہو۔ہمارااچھارویہ اسے بدل بھی سکتا ہے۔''وہ اپنی دھن میں کہہ رہی تھی۔بات لیڈی مہر کی ہو رہی تھی مگر وہ کسی اور بارے میں سوچ رہی تھی۔

''تو کیا لیڈی مہر بہت بری ہیں؟اور کیا مجھے پھر سے انہیں گرینی کہنا چاہئے؟''روزی فوراً بولی۔وہ سمجھدار تھی پر ہے تو بچی ہی......

ماریہ کو احساس ہوا وہ بات دوسری طرف لے گئی تھی۔''نہیں روزی۔لیڈی مہر بری نہیں ہیں۔وہ بس غصے میں جلدی آجاتی ہیں۔کل وہ بچوں کی وجہ سے بہت پریشان تھیں۔میں نے دیکھا ہے۔وہ بہت اچھی ہیں۔بس،ذرااصول پسند ہیں۔اور تم انہیں گرینی مت کہنا۔انہیں پسند نہیں ہے۔''ماریہ کو یوں لگا جیسے وہ انجلین ہے اور روزی،میری بینسن ہے۔روزی لیڈی مہر کے خلاف بات کر رہی تھی اور ماریہ لاشعوری طور پہ اسے صفائیاں دے رہی تھی۔

''اچھا چھوڑو انہیں۔تم بس خیال رکھنا کہ ان کے سامنے کوئی غلط بات نہ ہو جائے۔انہیں اچھا نہیں لگتا۔میں کپڑے دھونے جا رہی ہوں۔تم یہیں رہو۔''

وہ روزی کا سر کھجاتی باہر چلی گئی۔

☆☆☆☆☆

گھڑی نے شام کے چار بجا دیے۔سورج بادلوں کی اوٹ میں چھپ چکا تھا اور دھیرے دھیرے اپنی پرواز مکمل کر رہا تھا۔ٹھنڈی اور تیز ہوا سے درختوں کے پتے لہلہا رہے تھے۔سوکھے اور کمزور پتے ذرا سی تیز ہوا سے ٹوٹ کر گر رہے تھے۔

انسان کو ان پتوں سے سبق سیکھنا چاہئے۔اسے اتنا کمزور نہیں ہونا چاہئے کہ ذرا سی تیز ہوا چلے اور وہ ٹوٹ کر گر پڑے۔

ماریہ اور انجلین کپڑے دھو چکی تھیں۔سب نے دوپہر کا کھانا کھا لیا تھا۔لیڈی مہر اپنے اوپر والے کمرے میں تھیں۔انجلین باہر پودوں کو پانی دے رہی تھی۔

ماریہ سب بچوں کے ساتھ کمرہ جماعت میں تھی۔اخلاقیات کی کلاس ہو رہی تھی۔روزی بھی وہیں موجود تھی۔

''کھانا کھانے کے بارے میں ہم پہلے ہی بات کر چکے ہیں۔کیا کوئی مجھے بتائے گا کہ کھانا کھانے کے تمام اصول کیا ہیں؟''وہ دو اینٹیں اونچے بنے چبوترے پہ کھڑی تھی۔ہلکے نیلے رنگ کے فراک میں ملبوس،بالوں کو ہمیشہ کی طرح جوڑے میں قید کیے،ماضی کی تمام تلخ حقیقتوں کو بھلا کر وہ تروتازہ،بچوں کے سامنے کھڑی تھی۔

وِل نے ہاتھ بلند کیا۔''میں بتاؤں؟''اس کی نیلی آنکھوں میں خوشی تھی۔

ماریہ یہی تو چاہتی تھی کہ وِل ان میں گھل مل جائے۔ وہ الگ تھلگ رہنے والا، ہر چیز سے بیزار بچہ، آہستہ آہستہ اس پہ اعتبار کر رہا تھا۔ چند دنوں میں ہی اسے ماریہ نے بدل دیا تھا۔ شاید وِل کو ایسے ہی کسی ایک شخص کی تلاش تھی۔

''ضرور بتاؤ۔'' ماریہ خوش تھی۔ سب نے اسے دیکھا۔ وِل نے بہت اچھے طریقے سے ماریہ کی بتائی ہوئی ایک ایک بات دہرا دی۔ سب حیران ہوئے۔

''بہت خوب وِل۔ سب وِل کے لیے تالیاں بجاؤ۔'' وہ خوشی سے بولی۔

سب نے مسکراتے ہوئے تالیاں بجائیں۔ وِل نے اپنے اندر خود اعتمادی کی لہر اٹھتی محسوس کی۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ ماریہ نے اسے پہلی بار مسکراتے دیکھا تھا۔

''وِل......'' اس نے وِل کو مخاطب کیا۔ وہ ہنوز مسکرا رہا تھا۔ ''جب کوئی آپ کے لیے تالیاں بجاتا ہے یا جب آپ کی تعریف کرتا ہے تو آپ کو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ اب آپ سب کا شکریہ ادا کرو۔''

وِل نے اثبات میں سر ہلایا۔ ''شکریہ......''

''چلو اب بیٹھ جاؤ۔'' ہاتھ سے نیچے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''آج ہم کیا پڑھیں گے سسٹر میری؟'' جارج نے پوچھا۔

''آج ہم سونے اور جاگنے کے اصول پڑھیں گے۔'' ماریہ نے انہیں بتایا۔ ''اور ہم صفائی کے بارے میں بات کریں گے۔''

چھوٹے بچوں کو شروع سے ہی ان چیزوں کے بارے میں بتانا چاہیے۔ یہ باتیں پھر ان کی زندگی کا حصہ بن جاتی ہیں۔ یہی تو تربیت ہے کہ انسان کو ہر کام کو بہتر طریقے سے کرنے کا علم ہونا چاہیے۔ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا، بات کرنا، یہیں سے تربیت کا آغاز ہوتا ہے۔ یہی بنیاد ہے۔

''کیا ان کے بھی کوئی اصول ہوتے ہیں؟'' روزی نے حیرت سے سوال کیا۔ وہ ان باتوں سے ناواقف تھی۔ اس کی بات سن کر ماریہ بھی حیران ہوئی تھی کہ وہ اچھے سکول میں پڑھتی تھی اور اسے ان باتوں کا ہی نہیں پتا؟

بادلوں کی وجہ سے کمرے میں روشنی کم تھی۔ مگر منظر صاف تھا۔

''بالکل ہوتے ہیں روزی۔'' اس نے اپنی حیرت چھپائی۔

''میں نے کبھی نہیں پڑھے۔'' روزی نے کہا۔

''جو چیز ہم نے نہیں پڑھی، اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ وہ ہے ہی نہیں؟'' وہ اسے قائل کر رہی تھی۔ روزی قائل ہو چکی تھی۔

''اور......اگر اصول نہیں ہوتے تو مجھے کیسے پتا؟''

سب خاموش ہوگئے۔ کسی کے پاس اب کوئی جواب نہیں تھا۔ ماریہ نے سب کو ایک نظر دیکھا۔

''جب ہم سوتے ہیں تو ہمیں دائیں طرف کروٹ لے کر سونا چاہئے۔ اور سیدھا ہاتھ اپنے سیدھے گال کے نیچے رکھنا چاہئے۔ اچھی امید لے کر سوئیں کہ کل کا دن بہت اچھا ہونے والا ہے۔ کل کا دن ایک نیا دن ہوگا۔ ہمیں اسے بھرپور طریقے سے جینا ہے۔ کل کچھ نیا کرنا ہے۔ کل کچھ نیا دیکھنا ہے۔'' وہ بہت پرجوش انداز میں بتا رہی تھی۔

''پر لیڈی مہر تو ہمیں اس اورفن ایج میں بند کر کے رکھتی ہیں۔ ہم کیسے کچھ نیا دیکھیں گے؟'' ایلس کی بات سن کر ماریہ ہکا بکا رہ گئی۔ یا اللہ......اب وہ کیا بولے؟

اس نے سوچا۔

''ایلس......'' الفاظ تلاش کرنے کے لیے ذرا رکی۔ ''اس اورفن ایج میں بھی ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ ہم ادھر بھی کچھ نیا کر سکتے ہیں۔ جیسے آپ لوگ اسی اورفن ایج میں پڑھنا لکھنا سیکھ رہے ہیں۔ ہمیں ایسے ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ ایک نہ ایک دن تو آپ سب اس اورفن ایج سے باہر جائیں گے ہی۔'' یہ جھوٹی تسلی یا سچی؟

''پر کب......؟'' وہ پھر اداسی سے بولی۔ اس کے انداز میں اکتاہٹ تھی جیسے وہ ہر چیز سے تنگ آگئی ہو۔

''جب بہتر وقت آتا ہے تو سارے کام خود ہی ہو جاتے ہیں۔ جب آپ لوگ بڑے ہو جاؤ گے تو دیکھنا لیڈی مہر بھی آپ کو باہر جانے سے نہیں روکیں گی۔'' ایک اور جھوٹی تسلی......

ایلس کچھ نہ بولی۔ ماریہ نے شکر ادا کیا۔

''اب جاگتے وقت ہمیں کیا کرنا چاہئے؟'' اس نے بات بدلی۔ ''سب سے پہلے ہمیں مسکرانا چاہئے۔ اپنے خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں جینے کے لیے ایک اور دن دیا ہے۔ ایک نیا دن......ایک نئی امید۔ اس کے بعد آنکھیں ملیں اور بستر سے اٹھیں۔ پھر اپنا بستر اچھے سے سیٹ کریں۔ کمبل کو تہہ لگا کر پاؤں کی طرف رکھیں اور تکیہ سر کی طرف۔ ایسے دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو آپ کا بستر اچھا اور صاف ستھرا لگے گا اور دوسرا اسسٹرا نجلین کی مدد بھی ہو جائے گی۔'' سب ہمہ تن گوش تھے۔ ''پھر منہ ہاتھ دھوئیں۔ سب کو ''صبح بخیر'' کہیں۔ ایسے آپس میں دوستی اور محبت بڑھے گی۔'' اس نے اپنی بات مکمل کی۔

''سمجھ گئے آپ سب؟'' سب نے اثبات میں سر ہلایا۔ ماریہ نے پھر سے شکر ادا کیا۔

''اب بات کرتے ہیں صفائی کی۔'' وہ دو قدم چل کر آگے آئی۔ اس کا اگلا قدم چبوترے سے نیچے ہی پڑتا۔ ''صفائی انسان کو ایک دوسرے سے منفرد کرتی ہے۔ ایک گندی چیز اور صاف چیز میں بہت فرق ہوتا ہے۔ ہر ایک کو صاف چیز ہی پسند ہوتی ہے۔ ہمیں

خود کو بھی صاف رکھنا چاہئے۔اپنے کپڑوں کو صاف رکھیں۔اپنے کمرے کو صاف رکھیں۔ایسے سسٹر انجلین بھی بہت خوش ہوں گی کہ آپ سب ان کی مدد کرتے ہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے بتارہی تھی۔دراصل اسے اس بات کا اندازہ تھا کہ ان بچوں کی کبھی تربیت ہوئی ہی نہیں۔لیڈی مہر اپنی زندگی کے اندر اس قدر مگن تھیں کہ سب کچھ چھوڑ چکی تھیں پھر انجلین ان کی فکر میں اس طرف دھیان نہ دے سکی۔ماریہ نے یہ ٹھان لی تھی کہ وہ بچوں کو ہر بنیادی بات سے بھی آگاہ کرے گی۔اسی لیے تو وہ سونے، جاگنے،اٹھنے، بیٹھنے، کھانے،پینے کے بارے میں انہیں بتارہی تھی۔

بچے اس کی بات بھی سمجھ رہے تھے۔

"کیا لیڈی مہر بھی خوش ہوں گی؟اور اگر وہ خوش ہوئیں تو کیا وہ ہمیں باہر جانے دیں گی؟"معصوم نینسی کا معصوم سا سوال......

"لیڈی مہر کبھی خوش نہیں ہوں گی ہم سے۔"ایزابیل نے سر جھٹک کر کہا۔

ماریہ کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔

"ایسی بات نہیں ہے ایزابیل۔لیڈی مہر ذرا اصول پسند عورت ہیں۔اسی لیے وہ ذرا غصے کی تیز ہیں۔ظاہر ہے جب ہم سب اچھا کام کریں گے تو وہ ہم سے خوش تو ہوں گی۔باہر جنگل میں خطرہ ہے۔شاید اسی لیے لیڈی مہر آپ سب کو باہر جانے نہیں دیتیں۔"وہ پھر سے انجلین بن گئی اور سامنے بیٹھے بچے ماریہ......

"لیکن......"

"میں ان سے بات کروں گی ایزابیل۔آپ پریشان مت ہوں۔پلیز آئندہ ہم لیڈی مہر کے بارے میں کوئی بات نہیں کریں گے۔میں آپ کو جو بتارہی ہوں آپ سب اسی پہ توجہ دیں۔"اس نے ایزابیل کی بات کاٹ کر اپنی کہی۔وہ ان بچوں کے دلوں سے لیڈی مہر کی نفرت کیسے کم کرے؟اگر شروع سے ہی دلوں میں نفرت ہو گی تو آگے کیا ہو گا؟کاش لیڈی مہر کوئی ایسا کام کر دیں جس سے بچے انہیں اچھا سمجھیں۔

اس نے سوچا۔

"ہم صفائی کی بات کر رہے تھے۔"وہ واپس موضوع پہ آئی۔بات جہاں سے مرضی شروع ہو،درمیان میں اس خونی اور فن اتیج کی ملکہ کا ذکر تو لازمی آنا تھا۔

''اگر آپ لوگ کمرے میں کوئی پتا وغیرہ بھی دیکھیں تو اسے اٹھا کر کوڑے دان میں پھینک دیا کریں۔ بستر پہ مٹی ہو تو کپڑے سے جھاڑ دیا کریں۔ ایسے آپ کو خود بھی خوشی ہوگی۔ انجلین کا کام بھی آدھا ہو جائے گا۔ ویسے بھی...... دوسروں کی مدد کر کے انسان کو بہت سکون ملتا ہے۔''

سورج غروب ہونے کے قریب تھا۔

کلاس ختم ہونے کے قریب تھی۔

روشنی کم ہو رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

بالائی منزل کی دائیں طرف بنے کمرے کا دروازہ کھلا تو ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتیں لیڈی مہر کمرے سے باہر نکلیں۔ ہال میں روشنی کم تھی۔ سورج غروب ہونے والا تھا۔

نیچے ہال میں کوئی نہیں تھا۔ وہ خود کو نارمل کرتی نیچے آئیں۔ آخری زینے پہ قدم رکھا تو سامنے سے ماریہ اور بچے کمرے سے نکلتے ہوئے نظر آئے۔ لمحے بھر کے لیے ایک دوسرے کو دیکھ کر وہ رک گئے۔ ماریہ نے فوراً بچوں کو کمرے میں بھیجا اور خود تیز تیز چلتی لیڈی مہر کے پاس آئی جو اپنے کمرے میں داخل ہونے ہی والی تھیں۔

''لیڈی مہر......'' اس سے پہلے کہ وہ اندر جاتیں، ماریہ نے فوراً انہیں پکارا۔

لیڈی مہر اس کی طرف گھومیں۔ ''بولو......''

''مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔'' اس نے کہا۔ ''وہ......'' اس نے لیڈی مہر کی آنکھوں میں دیکھا تو اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔ ان کی آنکھوں کے گرد پانی تھا۔ شاید صحیح سے صاف نہیں ہوا تھا۔ آنکھوں میں سرخی دوڑ رہی تھی۔ وہ بہت روئی تھیں۔ ایسا ہی تھا۔ پر کیوں؟ یہ سوال ماریہ کو چین نہیں لینے دے رہا تھا۔

''کیا ہوا؟ جلدی بولو۔'' لیڈی مہر کی بارعب آواز نے اس کے ذہن کو مزید کچھ سوچنے سے روکا۔

''وہ...... میں......'' اس نے اپنا چہرہ جھکا لیا۔ شاید وہ لیڈی مہر کو شرمندہ نہیں کرنا چاہ رہی تھی۔ اسے خود بھی علم نہیں تھا کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ ''میں کہہ رہی تھی کہ مجھے ایک بورڈ کی ضرورت ہے۔ وہ لوہے کا دروازہ ٹھیک سے صاف نہیں ہوتا۔ چاک بار بار ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر دوسرا بورڈ ہوگا تو میں آرام سے لکھ سکتی ہوں۔ ورنہ مجھے کتاب پہ انگلی رکھ کر پڑھانا پڑتا ہے۔ ایسے پھر بچوں کو لکھنا نہیں آئے گا۔'' اس نے اپنا مدعا بیان کیا۔ اس کی نظریں نیچے ہی تھیں۔ لیڈی مہر نے سرعت سے اپنی آنکھوں کو ٹھیک سے صاف کیا۔ اب پانی واضح نہیں تھا۔

''ٹھیک ہے کل رابرٹ آئے گا تو اسے کہہ دوں گی۔اور کچھ ؟'' انہوں نے کہا۔ماریہ نے خوشی سے انہیں دیکھا۔آنکھیں اب صاف تھیں۔خشک......

''شکریہ۔''اس نے مسکرا کر کہا۔''روزی کے بارے میں آپ نے کیا سوچا ہے ؟''ماریہ نے اگلا سوال کیا۔وہ لیڈی مہر سے بات کرنا چاہتی تھی۔جو سوال ذہن میں آیا، پوچھ لیا۔

''اس کی مرضی ہے۔اگر وہ یہاں رہنا چاہتی ہے تو رہ سکتی ہے۔مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔'' وہ بولیں۔

''اسے بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔وہ یہیں رہنا چاہتی ہے۔اس کا اب وہاں کوئی نہیں ہے۔ماں، باپ اور گرینی......''اس کی زبان رک گئی۔آخری لفظ ذرا تلخ نہیں تھا؟

''اچھا ٹھیک ہے۔'' وہ فوراً بولیں۔ماریہ نے دل ہی دل میں خود کو کوسا۔

''اور کچھ کہنا ہے ؟''انہوں نے پوچھا۔

''نہیں......''

ماریہ نے کہا تو وہ پلٹ گئیں۔ماریہ نے انہیں اندر جاتے دیکھا۔

عجیب بات ہے۔ایک عورت اتنی کرخت ہے۔سخت غصیلی بھی ہے اور دوسری طرف ان بچوں کی فکر بھی کرتی ہے۔وہ اس اوپر والے کمرے میں جا کر روتی بھی ہے۔کیا ہے آخر اس کا راز؟اور وہ کمرہ؟اس میں کیا ہے؟ وہ کس کا کمرہ ہے؟

''میری۔'' وہ سوچ رہی تھی کہ پیچھے سے انجلین نے اسے پکارا۔وہ سوچوں سے باہر آئی اور فوراً دوسری طرف گھومی۔

''ہاں؟''

''تمہیں کیا ہوا؟ یہاں ایسے کیوں کھڑی ہو؟''اس نے حیرت سے پوچھا۔ماریہ غور سے لیڈی مہر کے کمرے کو دیکھ رہی تھی جب انجلین یہاں آئی تھی۔اس کے لیے تو یہ حیران کن ہی تھا۔

''انجلین......''اس نے انجلین کا ہاتھ پکڑا اور ذرا آگے بڑھ گئی۔لیڈی مہر کا کمرہ دور تھا۔

''آج کوئی بہانا نہیں چلے گا۔تمہیں مجھے بتانا ہی ہو گا۔آج رات کو ہی۔میں کوئی بہانا نہیں سنوں گی۔یہ سب کچھ مجھے بہت عجیب لگ رہا ہے۔'' وہ بولی۔انجلین نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

''کیا بتانا ہو گا؟''اسے اس کی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔

''کہ لیڈی مہر ایسی کیوں ہیں؟''ماریہ نے کہا تو انجلین ایک دم سیدھی ہوئی۔اب وہ جانے بغیر دم نہیں لے گی۔ اس نے سوچا۔

''ابھی مجھے ذرا کام ہے۔ بعد میں بتاؤں گی۔'' وہ پھر سے ٹالنے لگی۔

''میں نے رات کا کہا ہے۔ رات کو تم فارغ ہوتی ہو۔'' اس نے کہا۔

''پر تمہیں ایک دم سے کیا ہوا ہے؟'' انجلین نے پوچھا۔ آخر ایسا بھی کیا ہو گیا جو میری اب اتنا اصرار کر رہی ہے؟

''لیڈی مہر اوپر (ہاتھ سے اشارہ کیا) سے آئی تھیں۔ وہ رو رہی تھیں۔ مجھے اب سب جاننا ہے اور تمہارے علاوہ مجھے کوئی نہیں بتا سکتا۔ اسی لیے آج رات......'' وہ اب پیچھے نہیں ہٹے گی۔ لیڈی مہر کے راز جانے بغیر اسے اب سکون نہیں آئے گا۔

''اچھا رات کو دیکھتے ہیں۔'' انجلین نے کہا۔

''دیکھتے نہیں ہیں انجلین۔ مجھے جاننا ہے۔'' وہ ذرا اونچی آواز میں بولی۔ انجلین کا ہاتھ ابھی تک اس نے پکڑ رکھا تھا۔ ہال میں اندھیرا بڑھ رہا تھا۔ آسمان کالا ہو رہا تھا۔ آسمان ابھی تک ابر آلود تھا۔

''اچھا...... مجھے ابھی تو جانے دو۔ دیکھو اندھیرا بڑھ رہا ہے۔ لالٹین جلانے ہیں۔'' انجلین نے ہار مان لی تھی۔ وہ کب تک ایسے ٹالتی؟ ماریہ کوئی چھوٹی بچی نہیں تھی۔

''ہاں ٹھیک ہے۔ رات کے کھانے کے بعد تمہارے کمرے میں ملتی ہوں۔'' بس فیصلہ ہو چکا تھا۔

انجلین ہولے سے سر ہلاتی اپنا بھاری جثہ سنبھالتی آگے بڑھ گئی۔

''میری کو میں وہ سب کیسے بتاؤں گی؟ وہ لیڈی مہر کی پوری کہانی ہے۔ میں کیسے اسے بتاؤں پر...... بتانا ضروری ہے۔ وہ لیڈی مہر کے بارے میں اتنا غلط سوچتی ہے۔ انہیں برا سمجھتی ہے۔ مجھے یہ اچھا نہیں لگتا۔ مجھے آج تو اسے بتانا ہی ہو گا۔ پر...... میں شروع کہاں سے کروں؟ میں جب یہاں آئی تھی، اس وقت...... کچھ بھی ایسا نہیں تھا۔ سب کتنا اچھا تھا۔ ہم سب کتنے خوش تھے۔ میں...... میں اسے وہاں سے ہی بتاؤں گی۔ ہر چیز...... تاکہ وہ لیڈی مہر کو...... بلکہ میری ماں کو غلط کہنا چھوڑ دے۔'' انجلین کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔ وہ آنسو صاف کرتی کچن میں چلی گئی۔

☆☆☆☆☆

ماریہ اوپر کمرے میں آ گئی۔ کھڑکی کھول دی اور ہوا نے اندر قدم جما لیے۔ روشنی جلائی تو کمرہ زرد روشنی میں نہا گیا۔ اسی روشنی میں اس نے نماز پڑھی اور دعا سے فارغ ہو کر جائے نماز واپس دراز میں رکھا۔ صبح دھوئے ہوئے کپڑے اب تک سوکھ چکے ہوں گے۔ وہ اسی نیت سے کمرے سے باہر جانے لگی۔ دروازہ کھولا اور سامنے روزی کو دیکھ کر وہ ڈر کر ایک قدم پیچھے ہوئی۔

''تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا روزی۔'' اس نے کہا اور ہنس دی۔ روزی بھی ہنس دی۔

''کیا ہوا، کوئی کام ہے؟'' اس نے روزی سے پوچھا۔

وہ دونوں کمرے میں آئیں اور بیڈ پہ بیٹھ گئیں۔

''نہیں۔ کام تو نہیں ہے۔ ویسے ہی آئی ہوں۔'' اس نے کہا۔ وہ ادھر ادھر دیکھ رہی تھی جیسے بات کرنے کے لیے الفاظ اور ہمت تلاش کر رہی ہو۔

''میں کپڑے اتارنے جا رہی تھی۔ یہ باہر جنگلے پہ ہی رکھے ہیں۔ آؤ دونوں ہی اتار لیتے ہیں۔'' ماریہ اٹھ گئی۔ ناچاہتے ہوئے بھی روزی کو اٹھنا پڑا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کپڑے اتار کر اندر آ گئیں۔ سارے دھلے ہوئے کپڑے اس نے بیڈ پہ ہی رکھ دیے۔ اب وہ انہیں تہہ کرے گی۔ ماریہ نے تہہ لگانی شروع کر دی۔ روزی کھڑکی تک چلی آئی۔ دفعتاً اس کی نظر سائڈ ٹیبل پہ رکھی کتاب پہ پڑی۔ وہ دیکھ کر ایک دم ٹھٹھک گئی۔

''سسٹر میری......'' روزی نے اسے پکارا۔ اس کے ماتھے پہ سلوٹیں بڑھ رہی تھیں۔

''کیا ہوا؟'' وہ بولی۔

''یہ قرآن ہے؟ آپ مسلمان ہیں؟'' روزی کا سوال تھا اور ماریہ کو لگا سارا پہاڑ ہی اس پہ گر گیا ہے۔ وہ قرآن دراز میں رکھنا بھول گئی تھی۔ اپنے گھر میں اسے قرآن چھپانے کی عادت نہیں تھی۔ یہاں وہ بھول جاتی تھی۔ آج وہ پھر سے پکڑی گئی تھی۔

''ہاں......'' انکار کرنے کا کوئی جواز ہی نہیں تھا۔

''ویری نائس۔'' روزی نے جیسے تبصرہ کیا۔ ماریہ کو لگا پہاڑ ہوا بن کر اڑ چکا ہے۔ وہ قدرے حیران بھی تھی۔

''کیوں؟''

''ہمارے سکول میں ایک کتاب پڑھاتے تھے۔ اس میں دنیا کے مختلف مذاہب کے بارے میں لکھا تھا۔ میں نے اسلام کے بارے میں پڑھا ہے۔ میں آج سے پہلے کسی مسلم سے نہیں ملی۔ آپ سے مل کر اچھا لگا۔ وہ مسلم کیا کہتے ہیں ملتے ہوئے؟'' اس نے یاد کرنے کی کوشش کی۔

''اسلام علیکم۔'' ماریہ نے کہا۔

''یس یس۔ یہی۔ مجھے پسند ہے یہ بات۔'' وہ بولی اور ماریہ کے سامنے آ کر بیٹھ گئی۔ ماریہ اب کپڑے تہہ نہیں کر رہی تھی۔

''کیا تم بھی مسلم ہو؟'' ماریہ نے سوال کیا۔

''ابھی نہیں۔ ابھی تو میں اس کے بارے میں پڑھ رہی ہوں۔ مجھے اسلام کی باتیں پسند ہیں۔ مجھے اللہ سے ملنا ہے۔ مجھے بہت curiosity ہے۔ پر...... میں نے اتنی بکس پڑھی ہیں پر مجھے اللہ کے گھر کا نہیں پتا۔ یہاں کوئی مسجد ہی نہیں ہے۔ کیا اللہ وہاں ہو گا؟'' روزی کی باتیں ماریہ کو حیران کر رہی تھیں۔ وہ اسلام کے بارے میں اتنا جانتی تھی۔

''نہیں۔اللہ مسجد میں نہیں رہتا۔ وہ انسان کے دل میں رہتا ہے۔'' ماریہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا وہ میرے دل میں بھی ہے؟ ویسے...... مجھے اکثر ایک خواب آتا ہے۔ میں اکیلی اندھیرے میں کھڑی ہوں۔ مجھے کچھ نظر نہیں آتا اور پھر ایک طرف سے روشنی دکھائی دیتی ہے۔ اور مجھے میری اپنی ہی آواز سنائی دیتی ہے۔ وہ آواز مجھے اپنی طرف بلاتی ہے۔ میں قریب جاتی ہی ہوں تو میری آنکھ کھل جاتی ہے۔''

''یہ کوئی اشارہ بھی تو ہو سکتا ہے۔ شاید وہ آواز تمہیں اللہ کی طرف بلا رہی ہو۔ تم اس بارے میں غور کرنا۔'' ماریہ نے کہا تو روزی نے اثبات میں سر ہلایا۔

''شاید آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ شاید ایسے ہی میں اللہ سے مل لوں۔ اللہ سے ملنے کا مجھے بہت شوق ہے۔ کیا آپ اللہ سے ملی ہیں؟''

''اللہ یہاں نہیں ہے۔ اللہ آسمانوں کے اوپر ہے۔ اپنے عرش پہ۔ انسان اسے اس دنیا میں بس محسوس کر سکتا ہے۔ اس سے مل نہیں سکتا۔ اللہ سے ملنے کے لیے ہمیں جنت میں جانا ہوگا۔ وہاں ہم اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کر سکتے ہیں۔ ان شاءاللہ۔''

''اوہ...... تو جنت میں کیسے جانا ہے؟ ہاں مجھے پتا ہے۔ قرآن میں جنت میں جانے کا طریقہ ہے۔'' اسے جیسے یاد آیا۔

''ہاں...... تمہیں جانا ہے وہاں؟''

روزی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے بس کندھے اچکا دئے۔ ماریہ ہنس دی اور پھر سے کپڑے تہہ کرنے لگی۔

روزی نے بھی اس کا ہاتھ بٹایا۔ پھر اس نے ماریہ کو بتایا کہ وہ اسلام کے بارے میں کون کون سی بکس پڑھ چکی ہے۔ وہ اسکول لائبریری میں موجود کچھ کتابیں گھر لے آتی تھی اور اپنے پیرنٹس سے چھپ کر پڑھتی تھی۔ ماریہ اس کی کچھ باتوں پہ ہنس رہی تھی۔ وہ اسلام کے بارے میں بنیادی باتیں جانتی تھی۔ وہ ماریہ سے سوالات بھی کر رہی تھی۔ ماریہ کے پاس اس کے سارے سوالوں کا جواب تھا۔ روزی مطمئن ہو چکی تھی مگر پھر بھی ماریہ نے اسے اسلام کی دعوت نہیں دی تھی۔ وہ یہ سب اتنی جلدی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اس کے علاوہ روزی نے اسے اپنے والدین کے بارے میں بھی بتایا۔

''تم تو بہت سمجھدار ہو روزی۔'' ماریہ نے اس کے گال پہ پیار کیا۔ روزی نے مسکراتے ہوئے سنہرے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا۔

وہ دونوں کپڑے تہہ کر کے نیچے لے آئیں۔ اپنے اور روزی کے کپڑے اس نے اوپر ہی رکھ دیے تھے۔ روزی اس کے ساتھ ہی رہنا چاہتی تھی۔ ماریہ کو بھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔ وہ دونوں خوش تھیں۔ ماریہ کو روزی کی سمجھداری پہ بہت خوشی ہوئی تھی۔ وہ

پہلے ہی دن اسے سمجھدار لگی تھی۔پر......اسے یہ نہیں پتا تھا کہ یہی روزی ایک دن ایسی بے وقوفی کر جائے گی جس کا اسے ہر گز اندازہ نہیں تھا۔ہر گز نہیں......

انسان کی عقل ماؤف بھی تو ہو سکتی ہے۔ہر کوئی اب عقلِ کل نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆☆

رات کا کھانا میز پہ چنا ہوا تھا۔اور فن ایج کے سارے مکین، میز کے گرد کرسیوں پہ براجمان تھے۔میز پہ دو موم بتیاں جل رہی تھیں جس سے دیکھنے میں آسانی ہو رہی تھی۔سب خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے۔

''کلاس ٹھیک جا رہی ہے میری؟''لیڈی مہر نے اچانک سوال کیا۔سب نے ان کی طرف دیکھا۔

''جی لیڈی مہر۔بچوں کو سب سمجھ آرہا ہے۔''میری نے انہیں بتایا۔

''اچھی بات ہے۔''اتنا کہہ کر باقی کھانا کھانے لگیں۔

کھانا ختم ہوا تو میری اور انجلین برتن سمیٹنے لگیں۔لیڈی مہر اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

کمرے میں پہلے ہی زرد روشنی پھیلی ہوئی تھی۔وہ دروازہ بند کر کے بیڈ پہ آکر بیٹھ گئیں۔سائڈ ٹیبل کا دراز کھولا اور اس میں سے ایک انگوٹھی نکالی۔یہ انگوٹھی ان کی زندگی کی سب سے خوبصورت ہستی کی تھی۔وہ انگوٹھی پہ ہاتھ پھیر رہی تھیں کہ ان کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

دبی آوازیں میں روتے ہوئے وہ اس انگوٹھی کو دیکھ رہی تھیں۔

آنسوؤں نے منظر دھندلا کر دیا تھا۔منظر اتنا دھندلا گیا کہ انہیں سامنے کی کوئی چیز صاف دکھائی نہ دیتی تھی البتہ......چالیس سال پہلے کے مناظر بالکل صاف نظر آنے لگے۔

وہ ماضی میں چلی گئیں......

چالیس سال پہلے......

جب وہ اپنی ماں کے ساتھ فورکس میں ایک چھوٹے سے، خوبصورت سے گھر میں رہتی تھیں۔جہاں زندگی بہت خوبصورت تھی۔جہاں وہ بڑی ہوئی تھیں اور جہاں سے ان کی زندگی کا ایک نیا باب شروع ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆